ہیں، اور اس ضمن میں واضح ہدایات بھی دی ہیں۔ باقی یہ سوال کہ آیا اسلام کا معاشی نظام بہت حد تک سوشلزم سے ملتا ہے، یا وہ اس سے کھلم کھلا متصادم ہے، تو یہی بات ان دنوں شدید نزاع کا باعث بنی ہوئی ہے۔ اور عام طور پر تمام تر سیاسی جنگ اسی پر لڑی جا رہی ہے۔

زیر نظر کتاب میں آج کی اس سیاسی و معاشی نزاع سے بے تعلق رہ کر، اسلام کے معاشی نظام اور اس کے معاشی نظریات پر بحث کی گئی ہے۔ یہ بحث خالص علمی ہے اور فاضل مصنف نے اس ذیل میں قرآن و حدیث کے حوالوں کے علاوہ امام ابوبکر جصاص، ابن حزم، شاہ ولی اللہ، شیخ الہند مولانا محمود حسن اور مولانا ابوالکلام آزاد سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ بے شک اسلام نے معاشی انصاف پر بہت زور دیا ہے۔ لیکن سوشلزم کا قومی ملکیت کے لازمی ہونے اور شخصی ملکیت کی نفی کا جو تصور ہے، وہ اسلام کی حقیقی روح کے منافی ہے۔ نیز سوشلزم کی خالص مادیت پرستی کی بھی اسلام میں گنجائش نہیں۔

اسلام نے ناداروں کی معاشی ضرورتیں پورا کرنے پر کس قدر زور دیا ہے، مصنف نے سورہ النحل کی آیت واللہ فضل بعضکم علی بعض فی الرزق کی جو تفسیر آلوسی نے "روح المعانی" میں کی ہے اس سے حضرت ابوذرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے: "ارباب ثروت اپنے فاضل اموال سے ارباب احتیاج کو اپنی معیشت میں برابر کریں۔ حضور صلعم نے فرمایا۔ وہ تمہارے بھائی ہیں، ان کو ایسا پہناؤ جیسا تم پہنتے ہو۔ اور ایسا کھلاؤ جیسا تم کھاتے ہو۔ حضرت ابوذرؓ اپنے اور اپنے غلام کے ازار اور ردا میں فرق نہیں کرتے تھے۔

اسی طرح قرآن مجید میں آیا ہے خلق لکم ما فی الارض۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن نے اس کی توضیح یوں کی ہے: "جملہ اشیائے عالم تمام بنی آدم کی مملوک معلوم ہوتی ہیں۔ یعنی غرض خداوندی تمام اشیا کی پیدائش سے رفع حوائج جملہ ناس ہے، اور کوئی شے فی حد ذاتہ کسی کی مملوک خاص نہیں بلکہ ہر شے اصل خلقت میں جملہ ناس میں مشترک ہے اور بوجہ سب کی مملوک ہے۔ اور بوجہ رفع نزاع و حصول انتفاع قبضہ کو علت ملک مقرر کیا گیا۔ اور جب تک کسی شے پر ایک شخص کا قبضہ تامہ مستقلہ باقی رہے، اس وقت تک کوئی اور اس میں دست اندازی نہیں کر سکتا۔ ہاں خود مالک اور قابض کو چاہیے کہ اپنی حاجت سے زائد پر قبضہ نہ رکھے بلکہ اس کو اوروں کے

حوالے کر دے کیونکہ باعتبار اصل اوروں کے حقوق اس کے ساتھ متعلق ہو رہے ہیں"۔
مطلب یہ ہے کہ جہاں ایک طرف ہر شے اپنی تخلیق کے اعتبار سے سب لوگوں کے لیے مشترک ہے اور اس طرح سب کی مملوکہ ہے، وہاں دوسری طرف اس بنا پر کہ اس مشترکہ ملکیت کے بارے میں باہم نزاع نہ ہو اور اس سے ٹھیک طرح استفادہ کیا جا سکے ہر اس شے کی انفرادی ملکیت ضروری ہے۔ اور اس میں دست اندازی نہیں ہونی چاہیے۔

مولانا امین الحق صاحب نے بیک وقت ایک شے کی انفرادی ملکیت کے جواز اور اس سے استفادہ کرنے میں سب کی ضرورتوں کا خیال رکھنے کے اسلامی اصول کی وضاحت بار بار کی ہے۔ اور اس کی تائید میں متعدد تفاسیر کے حوالے اور احادیث پیش کی ہیں۔ مصنف نے ابن حزم کا یہ قول نقل کیا ہے۔ "اس بات پر صحابہ کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص بھوکا ننگا ضروریات رہائش سے محروم ہے تو مالدار کے فاضل مال سے اس کی کفالت کرنا فرض ہے ..... یہ صحابہ کا یقینی اجماع ہے۔ ان میں سے کسی ایک صحابی نے بھی مخالفت نہیں کی (المحلی، ج ۶ صفحہ ۱۵۸)

مصنف نے ایک جگہ اس عنوان کے تحت "اسلام اور سوشلزم دو الگ الگ مسلک ہیں" مولانا ابو الکلام آزاد کا ایک طویل اقتباس دیا ہے۔ جس کے چند فقرے ملاحظہ ہوں: "بہر حال قرآن نے اجتماعی مسئلہ کا جو حل تجویز کیا ہے، وہ یہ ہے کہ وہ مدارج معیشت کی مساوات قائم کرنی نہیں چاہتا، لیکن معیشت کی مساوات ضرور قائم کرتا ہے۔ یعنی وہ کہتا ہے، یہ بات ضروری نہیں کہ سب کو ایک ہی طرح پر سامان معیشت ملے لیکن یہ ضروری ہے کہ سب کو اور سعی و ترقی کی راہ یکساں طور پر سب کے سامنے کھل جائے ..... لیکن سوشلزم صرف اتنے ہی پر قانع نہیں رہنا چاہتا۔ وہ آگے بڑھنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ انفرادی ملکیت کی جگہ قومی ملکیت کو قائم کر دے اور مدارج معیشت کا اونچ نیچ معدوم ہو جائے ....."

سوشلزم کے بارے میں مصنف کا کم و بیش یہی موقف ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "اسلام، اور سوشلزم دو متضاد اور ایک دوسرے کے بالمقابل دو الگ الگ نظام ہیں۔ سوشلزم پسند جدت طراز حضرات کی جن کو حضرات علما اور اسلام کے معاشی نظام کے اصول سے استفادہ کرنے کا کم

(باقی صفحہ ۶۴ پر)